عمرے کہ شمردہ ایم سال و ماہش سرگرم سراغ کیست یارب دوران	درد	مانند فلک قرار نبود گاہش یک خلق چو سایہ میرود ہمراہش
اس عمر کے مین نے جو گنے سال و ماہ دوران ہے آلہی کس کا سرگرم سراغ	باقی	مانند فلک قرار اوس کا نہیں گاہ اک خلق ہے مثل سایہ اوسکے ہمراہ
میناست اگر سیر نیاز ست اینجا این محفل درد جائے بدمستی نیست	درد	جام است دگر دیدۂ باز ست اینجا ہشدار کہ بزم امتیاز است اینجا
مینا ہے اگر سیر نیاز اس جا ہے بدمست نہونا کبھی باقی رکھہ ہوش	باقی	اور جام ہے گر دیدۂ باز اس جا ہے یہ محفل خاص امتیاز اسجا ہے
طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل ہرچند جو تار سبحہ بر جائے خودی	درد	پیری ہم رسید نباشی غافل چون دانہ کند قطع رہ اینجا منزل
طفلی گذری ہوئی جوانی حاصل گو جا پہ ہے اپنی مثل تار تسبیح	باقی	آتا ہے بڑہاپا نہو اوس سے غافل دانیکی طرح ہے قطع رہ پر منزل
گر درد ترا غفلت دل کردہ خراب اے بیخبر این ہمہ غنودن تا کے	درد	گر آہ گہت فگندہ اندر تپ و تاب بیدار تمام باش یا خوب بخواب

باقی غفلت مین دل نے جو رکھا خوب اے بیخبر اونگھتا ہے ایسا کب تک	باقی	اس علم نے پیچ و تاب مین ڈالا خوب یا جاگ تمام رات یا سو جا خوب
تا کے مغرور بادشاہی بودن امروز بہ ہر چہ میتوانی می ناز	درد	ہنگامہ گرم جہان پناہی بودن فردا نگو بیاد کس نخواہی بودن
کب تک یہ غرور بادشاہی کا ہے بس آج تو ناز کر لے جتنا چاہے	باقی	اور فخر جہانداری کہان تک کیا ہے کل یاد مین تو کسی کے کب رہتا ہے
شاہا چو گدا با دل غمناک نشین زان پیش کہ با خاک برابر گردی	درد	بے باک چنین نہ زیر افلاک نشین از تخت فرود آ و بر خاک نشین
اے شاہ گدا کی طرز پر خاک پہ بیٹھ تو خاک مین ملجائیگے پہلے پہلے	باقی	اس بادشہی سے درگذر خاک پہ بیٹھ تخت شاہی سے بس اتر خاک پہ بیٹھ
نیرنگی تشبیہ ضرورت افتاد آن دل کہ چو آئینہ صفا آئین بود	درد	در عالم تنزیہ کدورت افتاد اکنون بہ گرفتاری صورت افتاد
نیرنگی تشبیہ کی ضرورت آئی وہ دل جو صفا مین مثل آئینہ تھا	باقی	تنزیہ کے عالم مین کدورت آئی اب اوسکو گرفتاری صورت آئی

موجود چو در عالم اظہار شدیم اے درد ز نیرنگی خود فہمیدیم	درد	آگہ ز ہمہ نہفتہ اسرار شدیم وقتیکہ بصد رنگ نمودار شدیم
موجود جہاں میں ہوئے اظہار ہوئے اپنی نیرنگی سمجھے اب ہم باقی	باقی	نظروں سے چھپے سب کے تو اسرار ہوئے سو رنگ سے جو وقت نمودار ہوئے
از محفل ہستی ست برون آمدن ہر چند ہمہ بعیش و عشرت گذرد	درد	شادی و طرب ہست بہ غم افزودن کم نیست مصیبت اینکہ باید بودن
اس محفل ہستی میں فراغت کیا ہے ہر چند گذرتی ہے خوشی سے لیکن	باقی	شادی و طرب ہمیشہ رنج افزا ہی کیا کم ہے مصیبت کہ یہاں رہنا ہی
گر زندہ ام آلودہ بہ افکار تنم یارب تو بگو بذات پاکت سوگند	درد	ور مردہ ہمان بہشت دوزخ وطنم گردوش چگونہ بار ہستی فکنم
تا زیست تو میں فکر آسائی میں ہوں یارب تو کہہ تجھے ہی تیری سوگند	باقی	مر جاؤں تو دوزخ اور جنت میں ہوں کیونکر کندھے سے بار ہستی پھینکوں
کردیم گنہ و مورد قہر شدیم ہر چند زمانہ کرد عصیان ہمہ محو	درد	افسوس کہ تلخ کام ازین زہر شدیم شرمندہ زبے نسبت دہر شدیم

ڈرتے ہیں کہاں گناہ کے قہر سے ہم ہرچند زمانہ محو کرتا ہے گناہ	باقی	ہوتے ہیں تلخ کام اس زہر سے ہم شرمندہ مگر رہتے ہیں اس مہر سے ہم
عالی دونی بر تو نظر دوختہ است از فیض تو آب و رنگ بروی زمین	درد	در حسن تو ناز ہر کس آموختہ است در نور تو بزم انجم افروختہ است
اعلیٰ ادنیٰ کا ایک تو ہے مامن آب و رنگ رخ زمین ہے تجھ سے	باقی	اور حسن سے تیری ہے یہ سب نازِ زمن ہے نور سے تیرے بزم انجم روشن
اے درد ہر آنچہ در وجود است اینجا گردون پشتی کہ خم شد از بہر رکوع	درد	تبعیت حکم او نمود است اینجا خورشید سری کہ در سجود است اینجا
باقی ہیں جو اس جہان آثار وجود یہ چرخ ہے ایک پشت خم بہر رکوع	باقی	تبعیت حکم سے ہوئی اونکی نمود خورشید ہے ایک سر جو کرتا ہے سجود
علمے کہ ہمہ صرف جزو کل کردیم اکنون ناچار بہر صید وحشی	درد	جز جہل نبود چون تامل کردیم نادیدہ و دانستہ تغافل کردیم
معلوم ہوا علم جزو کل ہم کو ناچار اب ایسے صید وحشی کے لیے	باقی	سب جہل تھا جب ہوا تامل ہم کو ہے دیدہ و دانستہ تغافل ہم کو

اے باعث پیدائی ہر نفس الامر شد حکم تو چون نغمہ نقوش عالم	درد	پرسی ز من گم شدہ گر نفس الامر جز امر تو نیست ہیچ در نفس الامر
تجھ سے ہی ہے ظہور ہر نفس الامر نغمہ کی طرح نقوش عالم ہے حکم	باقی	مجھ گم شدہ سے پوچھیے اگر نفس الامر جز امر کے تری نہیں در نفس الامر
درد آنکہ بمیدان بلا تاختہ است در عشق تو چون بسمل و پروانہ و گوی	درد	از خویش بُریدہ با تو پرداختہ است جان دادہ و دل سوختہ سر باختہ است
باقی رہِ عشق میں قدم مارے ہے بس گیند اور پروانہ و بسمل کی طرح	باقی	تجھ سے جو جدا رہے کہاں یارا ہے جان دادہ ہے دل جلا ہی سر ہارا ہے
خلقے ہمہ جستجوئے مال و جاہے ہر کس بخیال آرزوئے دارد	درد	جمعے بتلاش دل برے دلخواہے مائیم و تمنائے دلِ آگاہے
مال و دولت کی حرص دنیا کو ہے ہر دل کو رہا کرتا ہے اک چیز کا شوق	باقی	ہر کس کو تلاش دلبر دلجو ہے ہم کو دل آگاہ کی جستجو ہے
تا پردہ کشائی عالم کیف و کمیم از ہستی ما فنا پذیرد صورت	درد	پیدا کن جلوہ حدوث و قدیم مانند سراب نقش بند عدیم

کھولا ہے ہم ہی نے پردۂ کیف و کم ہستی سے ہماری ہو گی فانی صورت	باقی	ہے جلوہ نما ہم سے حدوث اور قدم ہے مثل سراب جیسے ہی تصویر عدم
ہر لحظہ بطبعم ہوسے میگردد یارب تو مرا بخویش گرویدہ کُنی	درد	در دامن دل خار و خسے میگردد ترسم کہ بمن خلق بسے میگردد
ہے دل میں ہوا نجات دنیا کی چاہ یارب تو تجھے راستہ اپنا بتلا	باقی	دامن میں بھری ہی میرے سب گرد گناہ ڈرتا ہوں کہیں ہو نہ خلقت گمراہ
در گلشن دہر بسکہ غفلت کارے از روئے خدا نیامدت شرم اے درد	درد	تخم گنہی بہر طرف می کاری باشد کہ ز روی خلق شرمی داری
تخم غفلت جہان کے گلشن میں نہ بو اللہ سے گر شرم نہ کی اے باقی	باقی	اور کشت گناہ کا مزارع بھی نہ ہو مخلوق ہی کے سامنے باشرم رہو
اے فطرت امکانی خجلت تاثیر گر بندۂ حق شوی وگر بندۂ نفس	درد	شرمت باواز طبع ذلت تقریر در ہر صورت ز بندگی نیست گزیر
یہ فطرت امکانی ہے خجلت تاثیر یا بندۂ حق ہو یا کہ ہو بندۂ نفس	باقی	گر شرم تری طبع ہے ذلت تقریر ہر حال میں بندگی سے ہوگا نہ گریز

دیدیم چو کشتِ زار آب و گل خود جیسے بہ درد بکن تماشائی بہار	درد	جز او نگر فتیم ز خود حاصل خود اے دانہ توئی عقدہ صد مشکل خود
ہم دیکھے ہیں کھیت اپنی آب و گل کا دل کا پردہ اٹھا کے بس دیکھ بہار	باقی	اپنے ہی میں ہے نتیجہ اس حاصل کا اے دانہ تو ہی عقدہ ہے مشکل کا
ظاہر ز تو کرد عقل و معقولیت افراد وجود موجد و موجود اند	درد	در پردہ نہفتہ از تو مجہولیت مرات تو علیت و معلولیت
ظاہر ہے تجھی سے عقل معقولیت موجد موجود کا وجود اک تیرا	باقی	اور پردہ میں ہے تجھی سے مجہولیت آئینہ ہے علیت و معلولیت
برخیزد اگر ز دل قیود باطل یعنی کہ وجود حق بروے اظہار	درد	محو از نظرت شود شہود باطل برقع افگندہ از نمود باطل
اٹھ جائے اگر دل سے قیود باطل اظہار کے رخ پہ اس وجود حق نے	باقی	اور محو نظر سے ہو شہود باطل برقعہ ڈالا ہے بس نمود باطل
گر نالۂ دل مرا صدای چنگست از نغمۂ شکر و شکوہ ام نیست گریز	درد	گاہے دلم از نوای نے در تنگست تا تار نفس ہست ہمین آہنگست

نالان ہے دل مرا کبھی مثل چنگ یا زمزمہ شکوہ ہے یا نغمہ شکر	باقی	رہتا ہی کبھی نوائے سے دل تنگ جبتک ہی نفس کا تار ہے آہنگ
ربط جو بہ گدا و شاہ ہے وارد یعنی کہ بسان دانہ ہائے تسبیح	درد	گر حال خوشی و گر بلا ہے وارد ہر دل در خود و خود بدر ہے وارد
[illegible] احباب یا گدا ہیں یا شاہ مانند دانہ ہائے تسبیح جدا	باقی	حالت خوشی [illegible] یا کہ تباہ ہر دل میں ہی ایک عقل تدبیر کی راہ
این کون و مکان جملہ آیات حق است اثبات خدا ہیچ کسی نفی تو نیست	درد	مظہر ہست اظہار ظہور ذات حق است نفی کہ شان بجز و اثبات حق است
یہ کون و مکان جملہ ہیں آیات حق اثبات خدا کیا تو ہے تیری نفی	باقی	مظہر ہیں یہ سب مظہر ذات حق جب نفی ہستی کی اپنی ہی یہی اثبات حق
در بزم جہان کہ وہم نسبت آئین چون آئینہ ہر کہ نشست آید ای درد	درد	از آمد و رفت خلق فارغ بنشین اورا تو با و تما و خود ہیچ مبین
یہ بزم جہان ہے وہم نسبت کی سرا آئینہ صفت جو آئے تیرے آوے	باقی	اس آمد و رفت خلق سے تجھکو کیا تو کچھ بھی نہ دیکھ اسکا منہ اسکو دکھا

در خارج نیست غیر حق جلوه گری ہر شخص کہ پیش نظر آید چون عکس	درد	اینجا نہ بود زما سوا نقش اثری می بینمش اما بجہان دگری
خارج نہیں غیر حق کبھی دنیا میں جو شخص کہ آتا ہے نظر عکس مثال	باقی	باقی نہیں ما سوا کوئی دنیا میں میں دیکھتا ہوں اسکو نئی دنیا میں
از شادی و غم ہر چہ در امکان ثمری در باغ ظہور چون گلست آوردند	درد	از وا ہمہ حضرت انسان شمری خواہی دل ریش خواہ خندان شمری
ہے شادی و غم جو کچھ زمانہ میں عیان اس باغ ظہور میں ہے تو گل کی شکل	باقی	ہے وا ہمہ حضرت انسان پہچان یا اوسکو دل ریش سمجھہ یا خندان
بے لشکر و فوج پادشاہی کردیم اے درد بدولت فقیری اینجا	درد	بر مسند فقر کبریائی کردیم در کسوت بندگی خدائی کردیم
بے لشکر و فوج پادشاہی ہے ہمیں بے شبہ بدولت فقیری باقی	باقی	مفلوکی میں ناز کبریائی ہے ہمیں در پردہ بندگی خدائی ہے ہمیں
انوار عقول شعلہ مشعل اوست از بسکہ وجود ست بہر شے اقرب	درد	ہر آئینہ جسم ہمان صیقل اوست ہر چیز کہ ہست فنا دراول اوست

ہے آئینہ جسم اوسی سے مصقول سب صاف ورا دل سے اوسی سے اجہل	باقی	منقل سا ہے اوسکے شعلۂ انوار عقول از بسکہ بڑا ایک شئے سو وجود اقرب ہے
از دولت او درد باین عربدہ ایم از راہ نمایش بخود آمدہ ایم	درد	گر کشتۂ عیشیم وگر غم زدہ ایم زین بیش ندانستیم کاری با خویش
باقی نے بدولت اسکے سب پایا ہے اس راہ نملنے آپ مین لایا ہے	باقی	شادی کبہی دل مین غم کبہی چہایا ہے بہولا تہا راہ آپ مین وہ کب تہا
چون غنچۂ گل بسر گریبان خودیم آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم	درد	عمریست کہ چون زلف پریشان خودیم تا جلوہ یار جلوہ گر شد در ما
ہین غنچۂ روش سر بگریبان اپنے آئینہ صفت ہین آپ حیران اپنے	باقی	ہم زلف کی صورت ہین پریشان اپنے جب سے کہ ہوا ہے ہم مین وہ جلوہ نما
چون زیر و بم ساز ہم آواز ہم ست ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہم ست	درد	ہر پست و بلند واقف راز ہم ست این نغمہ ظہور از تقابل دارد
اور زیر و بم ساز ہم آواز ہین آپ ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہین آپ	باقی	ہر پست و بلند واقف راز ہین آپ یہ نغمہ ہم ظہور ضدین سے ہے

اے دردِ مراز نغمہ ہایم دریاب اے زمزمہ پرداز بساز قانون	درد	آہنگ من از صوت و صدایم دریاب تفصیل مقام از نوایم دریاب
غم کو مرے نغمہ لکا سے سمجھو اے زمزمہ سنج تم ہو گر قانون دان	باقی	آہنگ مرا صوت و صدا سے سمجھو بس میرے مقام کو نوا سے سمجھو
اے آنکہ وجود تست ہر جا موجود شد مادہ است علت ایجاد صدور	درد	واصل ز تو نشناختہ کس را موجود در صورت نیست جز ہیولا موجود
یارب ہے وجود تیرا ہر جا موجود ہے مادہ تیرا علت ایجاد صدور	باقی	واصل نے کسی کو نہیں سمجھا موجود صورت میں نہیں ہے جز ہیولا موجود
ہر چند کہ صافیم کدورت اثریم یعنی کہ بغفلت کدہ خلق ای درد	درد	محویم ولے ہمان پریشان نظریم چون آئینہ چشم باز و ما بے خبریم
ہر چند کہ صاف ہوں کدورت ہے مگر خلقت کدہ دہر میں آئینہ کی شکل	باقی	ہوں محو ولے میری پریشان ہے نظر گو آنکھ کھلی ہے کچھ نہیں ہم کو خبر
گر رنگ طرب بخاطر آمیختہ است حیرت زدہ طلسم ہستی شدہ ایم	درد	گر گرد ملال بر سر بیختہ است کاین بحر چہ موجہا برانگیختہ است

دل میں کبھی رنگ طرب آمیختہ ہے حیرت زدہ طلسم ہستی ہیں ہم	باقی	گہ گرد ملال سر بسر بیختہ ہے اس بحر میں کیا موج برانگیختہ ہے
اے کردہ خراب فکر چون و چندت ہموارہ بہمواری خود کوشش کن	درد	آوردہ ہوا و حرص اندر بندت غیر از تو کسے نیست کہ گوییم بندت
کرتے ہیں خراب چون او چند تجھے ہموار اپنے کو آپ کرے باقی	باقی	کس حرص نے کر رکھا ہے پابند تجھے ہے تیرے سوا کون کردی پند تجھے
از راحت چند روزہ خوشدل نشوی گر غافلی از شہود ہستی خدا	درد	وز خنجر رنج درد بسمل نشوی اے تشنۂ عدم ز مرگ غافل نشوی
اس راحت عارضی سے خوشدل تو نہو غافل ہے شہود ہستی حق سے اگر	باقی	اور خنجر رنج و غم سے بسمل تو نہو اے تشنۂ عدم اجل سے غافل تو نہو
باید کہ ز فکر زندگانی گزری اے درد ز اندیشۂ عالم بہ گزر	درد	وز حرص و ہوائے کامرانی گزری زان پیش کہ زین جہان فانی گزری
باقی افکار زندگانی سے گذر پہلے ہی تو درگذر وہ اندیشہ کو	باقی	اور حرص و ہوائے کامرانی سے گزر کرتا ہے جو اس جہان فانی سے گزر

اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو منظور اگر بیہودہ گوئی باشد	درد	اخبار پریشان بہ مباہات مگو دیگر چہ کم است این خرافات مگو
اے شیخ نکر ہم سے کرامات کی بات منظور اگر بیہودہ گوئی ہے تجھے	باقی	اخبار پریشان و خیالات کی بات باتین ہین بہت نکر خرافات کی بات
اے درد گہے بہ آبیاری وضو اکنون بہ درمیکدہ باید رفتن	درد	دل سوی شگفتگی نمی آرد رو کاین عقدہ کشاید مگر از دست سبو
دیکھا کیے ہم بھی آبیاری وضو اب ہمکو ہے میکدہ مین جانا لازم	باقی	جس سے ہوئی شگفتگی کچھ دل کو شاید کہ یہ عقدہ حل کرے دست سبو
اے کردہ تمام عمر در بحث خراب زین بیش زاہل ذوق ابرام مکن	درد	یک نکتہ خاموشی ست صد گونہ کتاب دیگر چہ سوالست کہ دادیم جواب
کرتا ہے عبث بحث مین کیون عمر خراب اب اس سے زیادہ نہ تو کر بس تکرار	باقی	اک نکتہ خاموشی مین ہے لاکھ کتاب پھر کیا ہے سوال دیجیے ہم تو جواب
گہ خال او اگاہ خط میگویند این طرفہ کہ آنچہ می نماید بیان	درد	یاران از حسن ہر نمط میگویند ہم راستیست وہم غلط می گویند

ہم اسکو کبھی خال کبھی خط کہتے ہین طرفہ یہ ہے جو کچھ کہ کرتے ہین بیان	باقی	اوس حسن سے دوست ہر نمط کہتے ہین کچھ سچ کہتے ہین کچھ غلط کہتے ہین
اے کردہ خراب عمر در چون و چرا از ما بجز اقبال نہ بینی گاہے	درد	عارف نشدی اگرچہ گشتی ملا ہر چند کہ ایراد نمائی بر ما
اس چون و چرا مین صرف سب وقت گیا ہم سے بجز اقبال کے امید نہ رکھ	باقی	عارف نہوا پڑھ کے ہوا گو ملا ایراد کیا ہے اور یہی کرتا جا
زین پیش بدل ز دلبران بود خلل از حسن پرستی نگذشتیم آخر	درد	خون کرد جگر درد کنون فکر اجل حالا شدہ منظور نظر حسن عمل
پہلے تھا دلبری دلبر کا خلل ہم حسن پرستی کو نہ چھوڑین گے کبھی	باقی	اے خون جگر کو کرتی ہے فکر اجل منظور نظر ہوا ہے اب حسن عمل
در بزم خیال ما کہ رشک چمن ست ما آئینہ دار گلشن تنزیہیم	درد	اے درد گل حسن دگر خندہ زن ست بے رنگ بہار ما چو رنگ سخن است
ہے بزم خیال اپنا رشک گلشن تنزیہ کے باغ کے ہین ہم آئینہ دار	باقی	باقی گل آرزو ہے پر خندہ زن بے رنگ بہار ہین اپنی ہم رنگ سخن

پیدا ئیست آن زمان کہ ناپیدا بود رنگِ اظہار متبدل ساختہ است	درد	قدرِ تو بلند و منزلت اعلیٰ بود طاؤس بہ بیضہ ہم ہمہ عنقا بود
جب باغ جہان میں تو نہیں آیا تھا رنگ اظہار متبدل ہے ورنہ	باقی	تھے قدر بلند مرتبہ اعلیٰ تھا طاؤس انڈے میں ہمہ عنقا تھا
وحدت شدہ سامان بہار چمنم در گلشن دہر درد چون خوشہ تاک	درد	بیرون ز خودم نہ بزم و سیر نظم خود شیشہ و خود بادہ و خود انجمنم
وحدت میرا سامان بہار دل ہے اس باغ جہان میں خوشہ تاک کی طرح	باقی	بیخود ہون کہان جسب طلب حائل ہے خود شیشہ ہے خود بادہ ہی خود محفل ہے
یک عمر گدائی ز گردون کردیم اکنون کہ نمودہ ایم چشمے پیدا	درد	وز کوری دل نظر بہ ہر دون کردیم مانند حباب کاسہ واژون کردیم
اک عمر گدائی ہم نے گردون سے کی کاسہ کو کیا ہم نے نگون مثل حباب	باقی	اور کوری سے امید ہر اک دون سے کی اب آنکھ ہوئی پیدا تھی تدبیر یہی
سلطان کہ بر اسباب ہوس می نازد درویش کہ بے نوا و بے پروا ہست	درد	بر بال و پر خود چو مگس می نازد بر خاطر بے نیاز بس می نازد

ہے باعث نازِ شاہ اسباب ہوس درویش کہ بے نیاز و بے پروا ہے	باقی	جیسے کہ پر و بال سے اڑتی ہے مگس نازان ہے وہ اپنی بے نیازی پر بس
نے مار گزید و زد نہ عقرب نیشم فرق من و تو باعث این تفرقہ ہاست	درد	ہوشمست کہ کرد این ہمہ دل ریشم قربان تمیز بے تمیز خویشم
بچھو نے نہ سانپ نے کبھی مجھکو ڈسا فرق من و تو نے تفرقہ ڈالا ہے	باقی	بس ہوش نے ہائے مجھکو دلریش کیا ہون اپنے تمیز بے تمیزی پہ فدا
گاہے سخنے از دہنش می گفتم افسوس ز علم ناشناسا یک عمر	درد	گر از دہن خود سخنش می گفتم او بود کہ در دہن منش می گفتم
کرتا تھا کبھی سخن دہن سے اسکے بس بات نہ پوچھ ناشناسائی کی	باقی	رکھتا تھا کبھی دہن سخن سنج مجھے کہتا تھا میں آپ پہ درد دل سب اس سے
در رنج و بلا قدم بہ ماتم نزنی روشن ز تو بزم بندگی چون شمعست	درد	آئین رضا و صبر برہم نہ زنی ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
رنج اور مصائب سے نہ غم کر زنہار یہ محفل بندگی ہے یان شمع صفت	باقی	آئین رضا نہ چھوڑ اے صبر شعار ہر چند جلائیں تو مگر دم ہی نہ مار

تا چند ز فوت مدعا رنجیدن تا چشم کشادہ است چون آئینہ ات	درد	در دکان ہوس ز جہل برخود چیدن در پیش آید ہر آنچہ باید دیدن
ہرگز نہو فوت مدعا سے رنجور جب تک کہ کھلی ہے آنکھ آئینہ کی شکل	باقی	دکان ہوس کی بند کر اے معذور آ جائے جو آگے دیکھ آنکھون سے ضرور
اے مرد طرب باش خوش و آسودہ چندان منما غور درا فلاک و نجوم	درد	رنجے مبر از فکر جہان بیہودہ کین گنبد بے در ز کسی نکشودہ
اے مرد طرب خوش رہو آسودہ رہو افلاک و نجوم پر نکر غور عبث	باقی	بیہودہ جہان کی فکر سے خستہ نہو کس نے کھولا ہے گنبد بے در کو
اے درد چرا بہ کنج باغش جوئی من در رہ افتادہ چون نقش قدم	درد	وز بحر چہ درمیان راغش جوئی از من جوئی اگر سراغش جوئی
کس واسطے اوسکا باغ مین جویان ہے اوسی راہ مین ہون نقش قدم جیسے پڑے	باقی	کس واسطے اوسکا راغ مین جویان ہے تو جس کا جہان مین آپ سراغ جویان ہے
اے درد ترا نہ ہمنشینے باید اکنون کہ نشستہ درین کلبہ ترا	درد	نے یار و ندیم و نے قرینے باید چشم و دل و اشک آستینے باید

باقی تجھکو نہ ہم نشین سے ہے کام اس کلبہ مین تنہائی تو بس اب تجھکو	باقی	کچھ دور سے مطلب نہ قرین سے ہے کام چشم و دل اشک آستین سے ہے کام
یک لحظہ اگر دہر بہ عشرت دارد بر صحبت رنگین کسان دل ننہیم	درد	چون لالہ مدام داغ دہشت دارد تنہائی ما عجب فراغت دارد
گو مجھکو صبا باغ مین رکھتی ہے اس صحبت رنگین سے مین باز آیا ہون	باقی	لالہ سا عیش داغ مین رکھتی ہے تنہائی مجھے فراغ مین رکھتی ہے
بار ہستی کہ دوش ما قسمت شکست اکنون چہ ضرور ماندنت مثل نگین	درد	جز تہمت نام بر تو ای درد نہ بست برخیز تو از میان کہ نقش تو نشست
بار ہستی ہے ہو سکے دوش کہین باقی اب کیا ضرور رہنا تجھکو	باقی	جز تہمت نام اور حاصل ہی نہین بیٹھا ہے نقش اٹھ تو مانند نگین
اے مرد رشید اگر ز خلق آزار گز بر سر تو نہند پا مردم دہر	درد	رنجے مبر از ذلت و خواری زنہار تو ذرہ انکسار سر بر پا دار
مخلوق سے ہو تجھے آزار اگر گر سر پہ ترے پاون رکھین مردم دہر	باقی	اس ذلت و خواری کا کبھی رنج نکر رکھہ عجز سے آنکے پاون پر اپنا سر

ای درد ز مردمان اہل عرفان مارا مطلب بجز میان تصنیف	درد	از وضع کلام میتوان یافت نشان مانند معانی بکتابیم نہان
باقی جو ہے خواستگار اہل عرفان ہمکو گر ڈھونڈھتا ہے تصنیف میں ڈھونڈھ	باقی	ملتا ہے کلام ہی سے بس اسکا نشان معنی کی طرح کتاب میں ہیں پنہان
ہر چند ہمہ پا و سر و اعضائیم ای درد زمانیکہ سخن میگوئیم	درد	لیکن آنیم کہ جملہ ناپیدائیم چون نغمہ ز ساز خود برون می آئیم
ہر چند کہ ہم پاؤں سر اور اعضا ہیں ہنگام سخن ساز سے اپنے باہر	باقی	لیکن ہیں وہ ہم کہ جملہ ناپیدا ہیں آتے ہیں بشکل مثال اک نغمہ ہیں
تا کے بہ تلاش مال خواہی کوشید پوشیدن جامہ ہا مکرر شدہ است	درد	با ہر بد و نیک و ہر خواہی جوشید اکنون از خویش چشم باید پوشید
کب تک بہ تلاش دولت سیم و زر سو بار قبا عبا سی تن ڈھانکا ہے	باقی	کب تک یہ بد و نیک کی صحبت کا اثر اب اپنے سے آنکھ بند کرنا بہتر
چون آمدۂ بعالم امکان باش اینجا ای درد خود صلای عامیست	درد	و بدی کن بوضع جا خندان باش یک چند درین خانہ تو مہمان باش

اس عالم امکان میں تا امکان رہ ہے یاں جو صلائے عام سن اے باقی	باقی	اس غنچہ جہان کو دیکھہ اور خنداں رہ تو بھی اس گھر میں کوئی دم مہمان رہ
آنرا که درین باغ دلش باخبر است خود فعل جزا ے خود شود روز جزا	درد	یاداش عمل همیشه مد نظر است چون تخم بدست شاخ آید ثمر است
اس باغ میں انجام کی ہی جس کو خبر فعل اپنی جزا کا آپ ہی روز جزا	باقی	یاداش عمل کی فکر ہے مد نظر ہاتھہ آئے جو تخم شاخ سے ہو وہ ثمر
آن دم که کشاید در بخشش غفار از راه معیتے که دارد با ما	درد	آید همه اسرار نهان در اظهار ما را ز جمال اوست چشم دیدار
جب کھولیگا دروازہ بخشش غفار ہم سے جو وہ رکھتا ہے معیت کی راہ	باقی	ہوجائیگا اسرار نہاں کا اظہار ہے اس کے جمال ہی سے چشم دیدار
اے حاصل تو ز زندگانی مردن اے غرہ و ہم خود پرستی مردے	درد	تا چند پے حیات فانی مردن پیش از مردن اگر توانی مردن
حاصل تری زندگی کا آخر مرنا اے باقی خود پرست مردی ہے یہی	باقی	کب تک ہو حیات بیوفا پر مرنا پہلے مرنے سے ہو سکے گر مرنا

خون جگرت ہنوز خوردن باقیست از کشمکش ہستی آخت بنیاد	درد	یعنی نفس چند شمردن باقیست معلوم نجات تا کہ مردن باقیست
ہے خون جگر ابھی تو پینا باقی اس کشمکش ہست سے کیا ہوگی نجات	باقی	ہے جام حیات اب بھی پینا باقی مرتے ہیں کہاں ابھی ہے جینا باقی
نے شاہی ورو نے گدائی داریم نے نشۂ نارسا و نے نالہ رسا	درد	نے ساز غنا نہ بے نوائی داریم فریاد ز دست نارسائی داریم
شاہی ہے ہمیں نہ کچھ گدائی ہے ہمیں ہے نشۂ نارسا نہ ہے نالہ رسا	باقی	ہے ساز غنا نہ بے نوائی ہے ہمیں باقی فریاد نارسائی ہے ہمیں
دردے کہ زمانہ گہ بدردش نرسد دریاب کہ گر میسر آید دل را	درد	آسیب ز دست گرم و سردش نرسد جائیکہ رسید کی بہ گردش نرسد
اس درد کے درد کو نہ پہونچا کوئی پہونچاتی ہے پاس اسکے دلکو مسیحا	باقی	اُس کے دم سرد کو نہ پہونچا کوئی اوس جا کے گرد کو نہ پہونچا کوئی
نے مال مرا باید و نے فوج سپاہ ترک اسباب بہ زجمع اسباب	درد	از قطع تعلقم بود حشمت و جاہ کز دولت فقر ہر گدا گردد شاہ

دولت مجھے چاہیئے نہ کچھ فوج و سپاہ بہتر اسباب سے ہی ترک اسباب	باقی	ہے قطع تعلق ہی مری حشمت و جاہ اس دولت فقر سے گدا ہوتے ہین شاہ
گر مردم محتاج ز غم می گریند وقتست کہ از دست زمانہ اکنون	درد	زان پیشتر ارباب نعم می گریند چون ابر ہمہ اہل کرم می گریند
محتاج ہی کیا دکھا کے غم روتے ہین ہاتھون سے زمانہ کے جہانگیر بھی	باقی	سب روتے ہین یان نہ ایک ہم روتے ہین مانند سحاب اہل کرم روتے ہین
در سر نہ ہوای مال و جاہے دارم صاحب نظر توجہی گر بکند	درد	در دل نہ غم زر و سیاہے دارم چون آئینہ چشم یک نگاہے دارم
ہرگز مین نہین عطا رشہ کا محتاج صاحب نظر اک دم توجہ جو کرے	باقی	دل میرا نہین فوج و سپہ کا محتاج آئینہ صفت ہون اک نگہ کا محتاج
اے بیخبر اتفاق می باید کرد از وہم خودی نفاق خیزد غافل	درد	باہم دگر اتفاق می باید کرد از خود گزر اتفاق می باید کرد
اے بیخبر اتفاق کرنا ہے ضرور اس وہم خودی سے ہے نفاق اے غافل		باہم دگر اتفاق کرنا ہے ضرور خود سے گزر اتفاق کرنا ہے ضرور

اے کردہ تلف عمر گرانمایۂ خویش از عالم غیب آنچہ خواہی درتست	درد	در صحبت ہر فقیر و مرد درویش اے مخزن اسرار الٰہی اندیش
کرتا ہے تلف عمر کو کیون اپنی ہر آن جو عالم غیب مین ہی ہے سب تجھ مین	باقی	صحبت مین فقیرونکے عبث اے نادان اے مخزن اسرار الٰہی پہچان
صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند اکنون من واماندہ چہ سازم چہ کنم	درد	زین دشت تمام شہسواران رفتند اے درد کجا این ہمہ یاران رفتند
صد حیف تمام یار و دلدار گئے واماندہ رہا ہے ایک باقی ناچار	باقی	جن جن سے کہ اپنے دلکو تہا پیار گئے یارو یہ کہو کہان یہ سب یار گئے
برہم چون گل ز دست اوراق خودیم از ماست ہر آنچہ درد بر ماست ہمہ	درد	آتش زدۂ شرار حقاق خودیم اے وائے کہ باین ہمہ مشتاق خودیم
ابتر مین برنگ گل سب اوراق اپنے ہم ہی سے ہے سب درد جو ہے ہم پر	باقی	ہم اپنے شرارون مین حقاق اپنے اے وائے کہ پہر آپ ہین مشتاق اپنے
چندے کہ معاش کامرانی کردیم اے درد کجا ز دست دشمن آید	درد	غافل ز معاد زندگانی کردیم ما آنچہ بخود ز مہربانی کردیم

کی خوب معاش کامرانی ہم نے دشمن بھی کبھی نکر سکیگا باقی	باقی	بے فکر معاد زندگانی ہم نے اپنے پہ جو کی ہے مہربانی ہم نے
ہر جا زنے و چنگ صدای شنویم گر چشم کشائیم تو مد نظری	درد	آہنگ ترا نام خدا می شنویم در گوش نہیم ہم ترا می شنویم
ہر سمت سے جو صوت صدا سنتا ہون جو دیکھتا ہون مد نظر ہے تو ہی	باقی	آہنگ ترا نام خدا سنتا ہون جو سنتا ہون بس نام ترا سنتا ہون
برخاستہ گر ز دل شہود غیرت در خلق خدا بغیر خوش خلقی نیست	درد	سوئے ہمہ کس بعجز باشد سیرت غیرے کہ بود باعث ذکر خیرت
اٹھ جائے جو یہ شہود موہوم غیر خلق خوش سے خلق کیا بہتر	باقی	ہر سو ہو تجھے بس عجز و خلق کی سیر یہ غیر ایسا ہے جس سے ہو ذکر خیر
حیرت از چشم گفتگو ہا افگند چون برق و شرار نارسائی تلاش	درد	یاس آمد و از دل آرزو ہا افگند آتش در جان گفتگو ہا افگند
الجھن حیرت نے گفتگو مین ڈالی افسوس یہ نارسائی برق و شرار	باقی	یاس آئی تو خاک آرزو مین ڈالی آتش دل و جان جستجو مین ڈالی

در خاطر ارشاد اگر منظور است خود را شب و روز صرف یاران سازی	درد	عزلت ای درد ز مسلک دور است اجرائی طریقات اگر منظور است
خاطر مین ہے ارشاد جو تیری منظور کر آپ کو صرف جو یاران شب و روز	باقی	عزلت باقی ہے مسلک حق سے دور اجرائی طریقہ تجھکو گر ہے منظور
اے درد ندیدہ کہ در دیدہ کور بس ہستی ما کہ از عدم ممتاز است	درد	فرقے نبود میان تاریکی و نور در آئینہ علم بود است ظہور
دیکھا نہین ہے آپنے مگر دیدہ کور یہ ہستی ہے اپنی جو عدم سے ممتاز	باقی	اوس کو نہین کچہ ہی فرق تاریکی و نور آئینہ علم مین کیا اس نے ظہور
در بحر تو اے حباب گم خواہی شد اندک اے ذرہ سعی دیگر کا خر	درد	در باد تو اے سحاب گم خواہی شد در پرتو آفتاب گم خواہی شد
دریا مین بس اے حباب تو گم ہو گا اے ذرہ کوئی دم تو ٹہر پرتو مین	باقی	چلتے ہی ہوا سحاب تو گم ہو گا نکلے گا جب آفتاب تو گم ہو گا
پختیم خیال خام پیدا کردیم یعنی اے درد ہمچو عنقا از خلق	درد	آزاد شدیم و دام پیدا کردیم گم گردیدیم و نام پیدا کردیم